بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

018: سورۃ الکھف کی مختصر تفسیر (آیات:1-8)

سورۃ الکھف کی مختصر تفسیر کے درس کا آج سے آغاز کرتے ہیں، پچھلا درس مقدمے پر ہم نے بات کی تھی چند اہم باتیں اور آج کے درس میں اس عظیم سورۃ کی تفسیر کے درس کی ابتداء کرتے ہیں، ارشاد باری تعالی ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝۱﴾ (الکھف:1)

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ (تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لیے)۔

﴿الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ﴾ (جس نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر کتاب کو نازل کیا)۔

﴿وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا﴾ (اور اُس میں کوئی کجی نہ رکھی)۔

اس سورۃ کی ابتداء حمد سے ہوئی ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ :اور قرآن مجید میں پانچ ایسی سورتیں ہیں جن سورتوں کی ابتداء ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ سے ہوئی ہے اُن میں سے ایک سورۃ یہ ہے سورۃ الکھف، دوسری سورۃ الفاتحہ، تیسری سورۃ الأنعام، اور چوتھی اور پانچویں دو سورتیں ایک ساتھ ہیں سورۃ فاطر اور سورۃ سبأ۔
یہ پانچ سورتیں ہیں یاد کرنا آسان ہے۔ سورۃ الکھف ہم پڑھ رہے ہیں اور ہر جمعہ کو پڑھتے ہیں الحمد للہ، سورۃ الفاتحہ سب کو پتہ ہے، سورۃ الأنعام میں أنعام کا ذکر ہے "بهيمة الأنعام" جس پر ہم نے شکر اور حمد کرنی ہے اللہ تعالی کی (ایسے یاد کرنا آسان ہے)، اور دو سورتیں ایک ساتھ ہیں آگے پیچھے سورۃ فاطر اور سورۃ سبأ، اِن تمام سورتوں کی ابتداء جو ہے الحمد کے لفظ سے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ سے ہوئی ہے۔

اور ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ میں اگر آپ دیکھیں ان سورتوں میں ذرا غور کریں اللہ تعالی کی عظمت اور اللہ تعالی کی جو دینی اور دنیاوی نعمتیں ہیں اُن کا ذکر ہے اس لیے ہر آیت کے بعد یا ہر اس سورۃ کے کچھ حصے کے بعد آپ چاہیں نہ چاہیں آپ کے دل سے "الحمد للہ" ضرور نکلے گا، آپ زبان سے کہیں نہ کہیں دل میں "الحمد للہ" آپ کہتے رہیں گے اتنے خوبصورت اور عظیم پیغامات ہیں۔

اور سورۃ الکھف میں میں آپ کو یعنی چند چیزیں بتاتا ہوں جن میں آپ دیکھتے ہیں کہ کس طریقے سے پوری سورۃ میں آپ کو یہ حمد جو ہے نظر آئے گا آپ خود محسوس بھی کریں گے اپنے دل سے اور اپنی زبان سے پڑھتے ہوئے بھی کہ واقعی یہاں پر الحمد للہ ہے "الحمد للہ، الحمد للہ"۔

معنی کیا ہے الحمد للہ کا اس آیت میں پانچ چیزوں پر میں ذرا زیادہ فوکس (Focus) کروں گا تاکہ آسان ہو جائے:

(ا) ایک تو الحمد ہے الحمد کا معنی کیا ہے؟

(۲)اور الحمد للہ جب ہم کہتے ہیں تو ہم کیا کہہ رہے ہوتے ہیں؟اصل مقصد اس جملے کو کہنے کا کیا ہے؟

(۳)اور پھر ﴿اَنۡزَلَ﴾ (نازل کرنا)اس کا معنی اس کا یہاں پر ذکر خاص طور پر کیا ہے اور کیوں ہے؟

(۴) پھر ﴿عَلٰى عَبۡدِهِ﴾ کا لفظ جو ہے جبکہ رسول بھی ہیں اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت پیاری یعنی صفات ہیں اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لیکن یہاں پر عبد کا خصوصی طور پر ذکر کیوں ہے؟

(۵) پھر ﴿الۡكِتٰبَ﴾ ہے اور پھر اس کتاب میں جو اللہ نے نازل کی ہے اس میں کوئی کجی کوئی کمی نہیں ہے۔

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ﴾: ہم کہتے ہیں ترجمے میں "تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لیے" تمام کا لفظ ہے عربی میں یہاں پر کوئی؟

یہ صیغۂ العموم ہے، جب تمام کہتے ہیں تو "ساری کی ساری تعریفیں اللہ تعالی کے لیے، تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لیے" تو تمام کا لفظ کہاں سے آیا ہے؟

یہ "ال" جو ہے الحمد کے ساتھ اسے کہتے ہیں (ال)الاستغراق؛ استغراق کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کا آپ ذکر کر رہے ہیں اس کا بغیر کسی حد کے ہر اعتبار سے ہر طریقے سے اس لفظ نے اس کو سمیٹا ہوا ہے، عموم ہے بغیر کسی قید کے بغیر کسی تخصیص کے۔

اچھا لفظ جو ہے حمد کا یہ کون سی تصریف ہے فعل کی اسے کیا کہتے ہیں؟مفعول مطلق "حَمِدَ يَحْمَد، حَمْدًا"؛ مفعول مطلق جو ہوتا ہے مطلق کیوں کہتے ہیں ؟یعنی اس کی کوئی قید نہیں ہے یعنی اس لفظ کی آپ انتہا تک جا رہے ہیں بغیر کسی قید کے۔

ایک تو حمد کا لفظ ہے پھر "ال" جو ہے استغراق کی کہ ساری کی ساری تعریفیں صرف اللہ تعالی کے لیے ہیں۔

﴿لِلّٰهِ﴾: لام جو ہے یہ لام ملکیت کے علاوہ استحقاق بھی کہتے ہیں، "حق" یعنی تمام کی تمام تعریفوں کا حقدار صرف اللہ تعالی ہے کوئی اور نہیں ہے۔

ہم کہتے ہیں عام لفظوں میں کہ تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لیے ہیں تعریفیں ہم کسی ذات کی تعریف کب کرتے ہیں؟ تعریف میں ہر اس خوبی جو اس کے ساتھ جڑی ہوئی ہے ہم اس کا ذکر کرتے ہیں اس کو مد نظر رکھ کر تعریف ہوتی ہے:

(۱)اللہ تعالی کی جو نعمتیں ہیں وہ ان گنت ہیں ﴿وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا﴾ (النحل:18) نہیں گن سکتے۔

(۲)اللہ تعالی کے اسماء الحسنیٰ ہیں قابل تعریف۔ (۳)صفات الکمال ہیں قابل تعریف۔ (۴)افعال کمال کے ہیں قابل تعریف۔

(۵)جو بھی اللہ تعالی نے مخلوق پیدا کی ہے آسمان کو دیکھیں کمال کی مخلوق ہے کوئی کمی ہے؟ کہیں کوئی شگاف ہے؟ کہیں پر کوئی چیز ایسی ہے جس میں نقص کوئی نکال سکے؟تا قیامت کوئی نکال نہیں سکتا کمال ہے۔

(۶)سورج کو دیکھ لیں چاند کو دیکھ لیں زمین کو دیکھ لیں اس انسان کی تخلیق کو دیکھ لیں ﴿لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ۞﴾ (التین:4)؛ کس نے پیدا کیا ہے؟اُس ربّ نے پیدا کیا ہے کمال ہے کمال ہے، ہر بات پر ہر اعتبار سے کمال ہے۔

(۷)اور اللہ تعالی کی تعریف کی جاتی ہے کیونکہ وہ اللہ ہے۔

(۸)اللہ تعالی نافرمانوں کو سزا دیتا ہے قابل تعریف ہے الحمد للہ ہے کہ نہیں؟اگر نافرمان کو سزا نہ دے تو زیادہ نافرمانی بڑھے گی زیادہ اس کا جرم بڑھے گا اور زیادہ وہ آخرت میں سزا کا مستحق ہوگا تو دنیا میں اس کو سزا آخرت میں اس کو وعید تو ڈر جاتا ہے رُک جاتا ہے اس کے گناہ رُک جاتے ہیں اور وہ توبہ کے لیے

بھی آمادہ ہو جاتا ہے الحمد للہ، معاشرہ اُس کے شر سے بچ جاتا ہے الحمد للہ، اہل ایمان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے کہ الحمد للہ ہم اس سے بچ گئے ہیں جو یہ شر کر رہا ہے۔ تو "الحمد للہ" ہر وقت ہے کہ نہیں؟ تو تمام تعریفیں کس کے لیے ہیں؟ اللہ کے لیے ہیں۔

اچھا مخلوق میں سے کسی کو الحمد کہا جا سکتا ہے؟ اچھا محمد کیا ہے پھر؟ تعریف کیا گیا۔

تو مخلوق کو اس تناسب سے حمد کا لفظ جو ہے کہا جا سکتا ہے جتنی اس کی حیثیت ہے، مطلق حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے عام حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے مخلوق کے لیے حمد کا لفظ کہا جا سکتا ہے قید کے ساتھ مطلق نہیں۔

﴿الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ﴾: ﴿اَنْزَلَ﴾ (نازل کیا ہے) اور نزول اوپر سے نیچے کی طرف کو کہتے ہیں اور اس میں ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے بلندی پر مستوی ہے "كما يليق بجلاله سبحانه وتعالى" جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی شایان شان ہے۔

اور اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے علو میں ہے بلندیوں پر ہے اہل بدعت کے بر خلاف جو اہل بدعت سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے یہ باطل عقیدہ ہے، اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اور توحید اسماء وصفات یا توحید کا تیسرا حصہ جس کو سمجھنا لازمی ہے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ سمجھے۔

تو جس ربّ نے کتاب کو نازل کیا ہے وہ کیا ہے وہ ہر جگہ موجود ہے کیا؟! وہ خود بلند ہے بلندیوں پر ہے عرش پر مستوی ہے آسمانوں پر ہے آسمانوں سے اوپر ہے عرش پر مستوی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اور کتاب کو نازل کیا ہے، یہ کتاب بھی عظیم ہے بلند ہے اور جس ربّ نے اس کتاب کو نازل کیا وہ سب سے بلند ہے۔ تو کتاب کو نازل کیا ﴿اَنْزَلَ﴾ کے لفظ میں صفۃ العلو کا ثبوت ہمیں ملتا ہے اور اہل بدعت کا ردّ ہوتا ہے۔

جو علو ہے وہ تین قسم کا ہے دو پر اتفاق ہے اہل بدعت کا اور ایک پر اختلاف ہے:

(۱) ایک ہے علو القدر۔ (۲) دوسرا علو القھر۔ (۳) تیسرا علو الذات۔

ذاتی طور پر علو (بلندیوں پر)، پھر غلبہ اور قہر کے اعتبار سے علو یہ ہے، تیسرا جو ہے رتبے اور شرف کے اعتبار سے علو (بلندی)۔

تو اہل بدعت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ علو پر تو ہے بلند تو ہے ہم مانتے ہیں لیکن ذات کے اعتبار سے نہیں صرف قہر اور شرف کے اعتبار سے؛ اور یہ عقیدہ رکھنا بدعت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ "بذاتہ" علو پر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔

﴿عَلٰي عَبْدِهٖ﴾ نازل کیا اپنے بندے پر: بندہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اور یہاں پر عبد کا ذکر جو ہے عبد کہتے ہیں بندے کو ﴿عَبْدِهٖ﴾ (اس کے بندے پر)؛ کون؟ اللہ تعالیٰ کا بندہ۔

اور بندگی کا جو مقام ہے وہ سب سے بلند مقام اور مرتبہ ہے جیسا کہ کوئی بادشاہ کہتا ہے نا کہ یہ میرا بندہ ہے، جب اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ فلاں میرا بندہ ہے نا تو اُس بندے کا شرف اُس ذات کے ساتھ جڑ جاتا ہے جس کے ساتھ اس کی نسبت ہے۔

تو میرا بندہ یہ میرا خاص ہے اور اس خاص بندے پر خاص کتاب کو نازل فرمایا ہے الگ سے حمد ہے، ایک تو عمومی حمد ہے جیسا میں نے بیان کیا ہے اور ایک خاص طور پر حمد ہے کیونکہ خاص کتاب کو اپنے خاص بندے پر نازل کیا ہے۔

تو﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ حق ہے کہ نہیں؟ حق ہے؛تو خاص بندے پر خاص کتاب۔

اچھا بندہ جو ہے سبحان اللہ دیکھیں یہ بندگی کا جو لفظ ہے اور بندگی کا مقام جو ہے بہت بلند مقام ہے اور اللہ تعالی نے تین ایسے مقامات پر عبد کا ذکر کیا ہے جہاں پر خصوصیت کا ذکر ہے:

(۱)ایک تو یہ ہے کہ بلند کتاب ہے عظیم کتاب ہے اپنے عظیم بندے پر نازل کی ہے اپنے عظیم رسول پر نازل کی ہے کیونکہ قرآن مجید کے بعد کسی اور کتاب نے نازل نہیں ہونا اور پیغام نہیں ہیں، اور خاتم النبیین کے بعد کسی اور نبی نے نہیں آنا ہے۔

تو یہ آخری پیغام ہے آخری نبی پر نازل ہوا اور پورے تیئس (23) سالوں میں آہستہ آہستہ نازل ہوا ایک وقت تورات انجیل کی طرح ایک وقت میں نازل نہیں ہوا، پوری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور صحابہ کی سیرت اس میں شامل ہے تو یہ نازل ہوا ہے۔

ایک تو یہ مقام ہے کہ کتاب کو نازل کیا اپنے بندے پر "عبد"۔

(۲)دوسرا سورۃ الاسراء میں:﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا﴾ (الاسراء:1)۔

﴿الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ﴾:"اسراء والمعراج": اسراء کہتے ہیں زمینی سفر کو مکہ سے بیت المقدس تک اور پھر امامت کی اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی (غور کریں اللہ کے پیارے انبیاء اور رسول اقتداء کر رہے ہیں مقتدی ہیں اور امام ہیں اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نماز پڑھائی، سبحان اللہ))۔ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام، نوح علیہ الصلاۃ والسلام، تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام یہ فضل ہے؛ فضل ہے کہ نہیں؟ عظمت ہے کہ نہیں؟ تو عظمت کے مقام میں بھی عبد ہے۔ پھر "معراج" یہ آسمانی سفر ہے بیت المقدس سے لے کر آسمانوں کی طرف، سدرۃ المنتہی تک یہ سفر جاری رہا اور ہر آسمان پر پھر بعض انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے ملاقات ہوئی۔

یہ بلندی کا سفر جو ہے عظمت ہے اور اس عظمت میں لفظ کیا ہے؟﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا﴾۔

(۳)اور تیسرا جو ہے کہ جب چیلنج اللہ تعالی نے کیا ہے جانتے ہیں چیلنج کیا تھا؟

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ﴾ (اگر تمہیں شک ہے اس کتاب پر (یعنی قرآن مجید پر) جو میں نے اپنے بندے پر نازل کی ہے تو ایک سورۃ تو بنا کر دکھاؤنا)(البقرۃ:23)۔

تو چیلنج میں بھی لفظ کیا ہے؟ "میرا بندہ ہے"؛ کیونکہ میرا بندہ ہے میں نے کتاب نازل کی ہے اگر کوئی ایسی ایک سورۃ بنا کر دکھا سکتا ہے تو آجائے میدان میں، تم اور تمہارے شرکاء سارے مل کر بھی نہیں کر سکتے ایک سورۃ نہیں بنا سکتے؛ تو جب چیلنج کا مقام آیا ہے چیلنج کی بات ہے تب بھی "عبد" کا ذکر ہے۔

میں نے مثال دی ہے کہ کوئی بادشاہ کہتا ہے کہ میرا بندہ ہے ذرا خیال رکھنا کوئی اس کے قریب جا سکتا ہے؟!

جب بادشاہوں کا بادشاہ کہے کہ میرا بندہ ہے اور یہ عظیم مقامات پر میں نے اس کا ذکر کیا ہے تو خاص ذکر ہے کہ نہیں؟! کیونکہ آگے جو پیغام آئیں گے وہ بھی عظیم ہیں عظمت والے ہیں۔

﴿وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا﴾: کیسی کتاب ہے؟ عظیم کتاب ہے۔

﴿ الْكِتٰبَ ﴾ قرآن مجید ہے اور قرآن مجید میں جو ہمارا عقیدہ ہے اہل سنت والجماعت کا یہ ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے مخلوق نہیں ہے، **"بحرفٍ وصوتٍ"** علماء کہتے ہیں کہ حرف اور آواز سے ہے مخلوق نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے مخلوق نہیں ہے یہ لفظ کیوں کہتے ہیں؟ کیونکہ جو جہمی بدعتی اور معتزلی جو ہیں انہوں نے کیا کہا؟ کہ قرآن مخلوق ہے! یہ بدعقیدگی آج بھی موجود ہے بعض لوگوں میں (نعوذ باللہ)۔

تو قرآن مجید اللہ کا پاک کلام ہے صفت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا ہے **"بحرفٍ وصوتٍ"** اور حقیقی کلام ہے معنی نہیں ہے جیسا کہ بعض اہل بدعت نے کہا کہ معنی ہے حقیقت نہیں ہے؛ نہیں! ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے۔

﴿وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ ①﴾ (اور اس میں کوئی کمی نہیں ہے کوئی کجی نہیں ہے)۔

کجی کہتے ہیں جو راہ راست سے ہٹی ہوئی چیز ہو: (۱) ایک استقامت ہے سیدھا ہے اُس سے جو بھی ہٹی چیز ہوتی ہے اس میں کجی ہوتی ہے۔ (۲) ایک ہوتا ہے نقص یا کمی اس کا معنی محدود ہے۔ (۳) کجی میں نقص بھی ہے کمی بھی ہے اور اور بھی بہت ساری خرابیاں ہیں۔

تو ان خرابیوں سے پاک ہے یہ کتاب اُس کجی سے پاک ہے یہ کتاب عظیم کتاب ہے، اس میں زیادتی ظلم کا کوئی سبق کوئی پیغام نہیں ہے اس میں کوئی شر کا پیغام نہیں ہے اس میں کوئی نقصان کا پیغام نہیں ہے اس میں کوئی بھی ایسا پیغام نہیں ہے جو کسی انسان یا جانور یا کسی کے نقصان کا باعث ہو کیونکہ یہ کتاب جو ہے عظیم کتاب ہے کمی نہیں ہے کجی نہیں ہے۔ تو "الحمد للہ، الحمد اللہ" کتنی مرتبہ ایک ہی آیت میں ہو گیا! (سبحان اللہ)؛ یہاں پر رُکنا ہے۔

پھر کہتے ہیں دوسری آیت میں:

﴿قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ②﴾ (الکھف:2)

﴿ قَيِّمًا ﴾ (سیدھی ہے (یہ کتاب سیدھی ہے))۔ ابھی پڑھا ﴿عِوَجًا﴾ تو ﴿عِوَجًا﴾ کی نفی ہوئی ہے، اب سیدھی ﴿ قَيِّمًا ﴾: آپ کو پتہ ہے کہ یہاں پر اوپر کیا ہے؟ "سکتہ"؛ پڑھا ہے آپ نے؟ یہاں پر سکتہ یعنی وقفہ کیوں لازمی ہے؟ کیونکہ اگر آپ ایک ساتھ پڑھتے ہیں نا ﴿وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ① قَيِّمًا﴾ تو معنی غلط ہے تضاد ہے نا عوجاً قیماً کیسے ہو سکتا ہے کہ اس میں کجی بھی ہے ٹیڑھی بھی ہے اور سیدھی بھی ہے؟!

تو اس لیے جبکہ اس لفظ کا اسی آیت کے ساتھ تعلق ہے، ﴿ قَيِّمًا ﴾ کا تعلق پہلی آیت سے ہے دوسری آیت سے بعد میں ہے بتاتا ہوں کیسے ہے لیکن یہ دیکھیں اصل میں ﴿عِوَجًا﴾ کی نفی ہے پھر ﴿ قَيِّمًا ﴾ ہے لیکن یہاں پر رُکنا ہے یہ "سکتہ" ہے تاکہ معنی غلط نہ ہو کہ ٹیڑھی بھی ہے سیدھی بھی ہے تو یہ تضاد ہے۔ اچھا عوج کی نفی کی گئی پھر قیم ہے سیدھی کتاب ہے۔

پہلے تو نفی کر دی ہے کجی کی اور کوئی اس میں کمی بیشی نہیں ہے پھر ذکر کیا کہ سیدھی کتاب ہے اس میں کوئی تضاد نہیں ہے اس میں کوئی بھی ایسا پیغام نہیں ہے جو مکمل نہ ہو، اگر اس میں توحید کا ذکر ہے تو کسی اور کتاب یا باہر آپ کو نہیں دیکھنا ہو گا کہ مکمل توحید کہاں سے سیکھنی پڑے گی مجھے، کوئی ادھورا پیغام نہیں ہے کہ مجھے کہیں سے تکمیل کرنی پڑے گی کہ نماز ہے تو نماز چلو آدھی تمہاری یہاں پر دیکھ لیں آدھی کسی اور کتاب سے یا کسی اور جگہ سے دیکھو

تورات سے انجیل سے کسی اور کتاب سے؛ نہیں! قرآن مجید سے آپ کو ملے گی اور اس کی مزید وضاحت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے ملے گی اور وہ بھی قرآن مجید سے ہی ثابت ہے۔

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر:7): جو کچھ تمہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیں وہ لے لیں، تو نماز کا طریقہ دیا ہم نے لے لیا ہم نے نماز پڑھی نماز نبوی جسے کہتے ہیں، حج کا طریقہ، روزے کا طریقہ۔

تو کتاب قیم ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (ہر چیز کا بیان اس کتاب کے اندر موجود ہے)(النحل:89)۔

﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (اگر تم نہیں جانتے تو اُن سے پوچھو جو جانتے ہیں اہل ذکر اہل علم جو ہیں)(النحل:89)۔

اگر آپ کسی اسپیشلسٹ سے جا کر پوچھتے ہیں تو گویا کہ آپ نے قرآن مجید کی اس آیت پر عمل کیا ہے، آپ کسی جاہل سے جا کر پوچھتے ہیں تو آپ نے اپنی بھی خرابی کی اور معاشرے کو بھی خراب کیا ہے، یہ تو قرآن مجید ہے۔

تو کتاب کیا ہے یہ؟ قیم ہے اسے کہتے ہیں "التخلية قبل التحلية": پہلے تو جو اس میں نقص ہے اس کی نفی کر دی ہے کہ کوئی کجی نہیں ہے کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے اس میں جو نقصان ہو اور پھر جب اس میں کوئی کمی کجی نہیں ہے تو اس میں پرفکشن (Perfection) کی انتہا ہے صرف پرفکشن (Perfection) نہیں ہے۔ پرفکشن (Perfection) کی انتہا ہے ایسی پرفیکٹ (Perfect) اور قیم کتاب ہے کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے انسان کا ذہن وہاں پر جا نہیں سکتا قیم ہے۔ قیم میں قیمتی کا لفظ بھی ہے، اس میں پرفکشن (Perfection) اور کمال کا لفظ بھی سب اس میں شامل ہے تو کوئی کمی کوئی بیشی کوئی چیز آپ سوچ بھی نہیں سکتے!

جو شک کرتا ہے کہ قرآن مجید میں کوئی کمی ہے کوئی کجی ہے وہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور عجب ہے اُن روافض پر جو کہتے ہیں کہ یہ پوری کی پوری کتاب قرآن مجید اللہ کی کلام نہیں ہے! عجب ہے واللہ! تقیتاً قرآن کو پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی کتاب ہے، اور حقیقتاً اُس پاک کتاب کو پورے قرآن مجید کو کہتے ہیں کہ یہ تحریف شدہ ہے یہ قرآن وہ نہیں ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے یہ مصحف حفصہ ہے اور مصحف فاطمہ دوسرا ہے جو اُن کے امام غائب کے پاس ہے اور وہ وہاں پر کسی غار میں چھپا ہوا ہے اور وہ قرآن جو اس قرآن سے تین گنا زیادہ ہے اس میں ایک حرف بھی اس قرآن کا نہیں ہے! اُصول کافی میں ان کی روایت ہے جو سب سے معتبر کتاب ہے "کہ اس سے تین گنا بڑھ کر ہے وہ قرآن اور ایک حرف بھی اس قرآن میں اس کا نہیں ہے"؛ تو پھر کس زبان میں ہے؟! عربی میں ہوتا تو کوئی حرف تو مل جاتا نا جس کا ایک حرف بھی نہیں ملتا اس سے تو ظاہر ہے کہ عربی میں تو نہیں ہوگا پھر وہ! تو قرآن جو نازل ہوا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کس زبان میں نازل ہوا ہے؟ عربی زبان میں یا کسی اور پرشیئن زبان میں یا کسی اور زبان میں کس زبان میں نازل ہوا ہے؟! (سبحان اللہ)۔ میرے بھائی! قرآن مجید پر جو شک بھی کرتا ہے کہ اس میں کوئی کمی بیشی ہے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے تو یہ تو مانتے ہی نہیں ہیں قرآن مجید کو! "إنّا لله وإنّا إليه راجعون"۔

الغرض، ﴿قَيِّمًا﴾: اس عظیم کتاب میں جو سب سے عظیم بنیادی پیغام ہے اُس میں سے یہ ہے: ﴿لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ﴾: کیوں کتاب نازل کی ہے؟ تاکہ ڈرائے خبردار کرے لوگوں کو۔

کس چیز سے خبردار کرے؟﴿بَأۡسًا شَدِيۡدًا﴾ (سخت عذاب سے)﴿مِّنۡ لَّدُنۡهُ﴾ (اُس کی طرف سے (اللہ تعالی کی طرف سے))۔

کیونکہ کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو اس کتاب کو نہیں مانیں گے (جیسے ابھی میں نے ذکر کیا ہے) جو نہیں مانیں گے یا عمل نہیں کریں گے تو اُن کے لیے خبردار کرنے کا اور آگاہ کرنے کا پیغام ہے۔

کس چیز سے خبردار کرنا ہے آگاہ کرنا ہے؟

﴿بَأۡسًا شَدِيۡدًا﴾: سخت عذاب۔﴿مِّنۡ لَّدُنۡهُ﴾: خاص طور پر ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے۔

جب کوئی دنیا کا بادشاہ کہتا ہے نا کہ اسے سخت سزا دو کیسے اثر ہوتا ہے پھر اُس بندے پر جس کو سزا دی جارہی ہوتی ہے اور سزا دینے والے پر؟!

جب بادشاہوں کا بادشاہ یہ حکم دے اور فرمائے کہ تاکہ اُن کو ڈرایا جائے سخت عذاب سے جو اللہ تعالی کی طرف سے ہو تو یہ نافرمانوں کے لیے پیغام ہے!

میں نے کہا تھا کہ اس زمانے میں جو لوگ یہ قرآن سن رہے تھے اور بعد کے آنے والے زمانوں میں ہمارے زمانے میں سب سُن رہے ہیں سب پڑھ رہے ہیں مشرکین کفار بھی یہود و نصاریٰ بھی اور وہ جو اس قرآن مجید کو اہل الرفض میں سے نہیں مانتے وہ بھی سُن رہے ہیں﴿لِّيُنۡذِرَ بَأۡسًا شَدِيۡدًا مِّنۡ لَّدُنۡهُ﴾ ایک طرف؛ دوسری طرف جو ہے اہل ایمان ہیں کہ جو اس کتاب کو مانتے ہیں احکامات تسلیم کرتے ہیں اپنا سر خم کرتے ہیں اور عمل بھی کرتے ہیں عقیدہ بھی درست ہیں موحد متبع سنت ہے اُن کے لیے کیا ہے؟

﴿وَيُبَشِّرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ﴾ (اور بشارت خوشخبری دو مومنوں کو)﴿الَّذِيۡنَ﴾ (وہ جو)﴿يَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ﴾ (نیک عمل کرتے ہیں عمل صالح کرتے ہیں)؛ کیا بشارت ہے؟﴿اَنَّ لَهُمۡ اَجۡرًا حَسَنًا﴾ (اُن کے لیے اُجر حسن ہے (یعنی بہترین اور سب سے اچھا اُجر ہے))۔

اُجر کافی نہیں تھا کیا﴿حَسَنًا﴾ کیوں آگیا ہے؟ جب آپ کا ایمان اور عمل صالح بلند ہوگا اُجر بھی بلند ہوتا جائے گا، جتنا حسن و جمال اور کمال آپ کے ایمان اور عمل صالح میں ہوگا اتنا ہی آپ کا اُجر جو ہے اس میں بھی آپ کا حسن و جمال اور کمال بڑھتا رہے گا، تو اُجر حسن ہے۔

دو چیزیں قابل غور ہیں:

(۱) ایمان "المؤمنون": بشارت تو پتہ چل گئی ہے مومنوں کے لیے ہے مومن کون ہے؟ مومنین جمع مومن کی مومن کون ہے؟ ہر وہ شخص ہے جو ہر اس چیز پر ایمان لائے جس پر ایمان لانا فرض ہے اسے مومن کہتے ہیں عام لفظوں میں۔

(۲) کس چیز پر ایمان لانا فرض ہے؟ جو ارکان ایمان چھ ہیں: (۱) اللہ تعالی پر ایمان۔ (۲) اللہ تعالی کے فرشتوں پر ایمان۔ (۳) اللہ تعالی کے رسولوں پر ایمان۔ (۴) اللہ تعالی کی کتابوں پر ایمان۔ (۵) آخرت پر ایمان۔ (۶) اور تقدیر پر ایمان چاہے اچھی ہو یا بُری ہو۔ (جیسا کہ صحیح مسلم کی معروف حدیث میں آیا ہے)۔

علماء کہتے ہیں کے یہ ارکان ایمان ہیں چھ ہیں اور ان سب کا حق ادا کرنا ہے یہ مومن ہے۔

ایمان کے ساتھ ہمیشہ عمل صالح کو جوڑ دیا گیا ہے جبکہ عمل بھی ایمان میں سے ہے لیکن خصوصی طور پر ذکر اس لیے ہے کیونکہ ایسے لوگ بھی گزرے ہیں جو ایمان کا دعویٰ کرتے تھے عمل نہیں تھا تاکہ یہ اچھی طرح جان لیا جائے کہ مومن اُس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے ساتھ اس کا عمل (باعمل مومن) نہ ہو۔

عمل میں کیا ہر عمل صالح ہوتا ہے؟ نہیں! قید ہوتی ہے ہمیشہ۔اب یہ دیکھیں قرآن مجید میں کہ ایمان ہے، عمل اس کے ساتھ صالح بھی ہے کیونکہ ہر عمل صالح نہیں ہوتا، ہر ایمان میں عمل نہیں ہوتا اور ہر عمل میں عمل صالح نہیں ہوتا جب تک کہ یہ تین چیزیں مکمل نہ ہوں، ایمان ہے، عمل بھی ہو، اور صالح بھی ہو۔

عمل صالح کون سا عمل ہوتا ہے؟ جس کی دو شرطیں ہوں جو دو شرطوں پر قائم ہو عمل صالح ہوتا ہے: ایک اخلاص ہے اللہ تعالی کے لیے، دوسرا اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع، اسے کہتے ہیں عمل صالح۔آپ نے عمل تو کرنا ہے خالص اللہ تعالی کے لیے کرنا ہے کوئی بھی عمل ہو، صدقہ دیا اللہ تعالی کے لیے دیا ہے، نماز پڑھی اللہ تعالی کے لیے نماز پڑھی ہے کسی کو دکھاوے کے لیے نہیں، اگر دکھاوے کے لیے کیا ہے تو وہ عمل صالح نہیں ہے (عمل تو کیا ہے لیکن صالح نہیں ہے) اُس کا کوئی اُجر نہیں ہے وہ عمل بھی باطل ہے اللہ تعالی قبول نہیں کرے گا۔

اور اسی طریقے سے دوسری شرط ہے اتباع سنت:

(۱) کہ نماز کیسے پڑھنی ہے؟ نماز نبوی جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی ہے؛ "صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي" نماز نبوی پڑھنی ہے۔

(۲) حج کیسے کرنا ہے؟ حج نبوی: "خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ": آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھ سے حج کے طریقے سیکھو۔

(۳) روزہ کیسے رکھنا ہے؟ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ رکھا ہے۔

(۴) احکامات کیسے ہیں کس کی ہم نے پیروی کرنی ہے؟ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنی ہے۔

(۵) جہاد کیسے کرنا ہے؟ جہاد نبوی کرنا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کیا ہے، اور جہاد کے جو اصول وضوابط ہیں شرعاً اس کے مطابق ہم نے جہاد کرنا ہے۔

(۶) ہمارے اخلاق کیسے ہونے چاہیے؟ اخلاق نبوی ہونے چاہیے۔

یہ ساری چیزیں جو ہیں اعمال صالحہ ہیں کب ہوں گی؟ جب اتباع سنت ہوگی۔

"لاالہ الااللہ" مجھ سے کیا تقاضہ کرتا ہے؟ اخلاص۔ "محمد رسول اللہ" مجھ سے کیا تقاضہ کرتا ہے؟ اتباع سنت۔

اور اُجر حسن جیسے میں نے عرض کیا اُجر کہاں سے لیا گیا ہے؟ اُجرت سے۔

اُجرت کس کو ملتی ہے جو عمل کرتا ہے نا؟! دیکھیں نا اکثر لفظ کیا ہے اُجر وثواب کا لفظ کیوں آتا ہے کبھی غور وفکر کیا ہے؟ اُجر۔

ثواب الحسن کیوں نہیں ہے ثواب؟ اُجر کیونکہ اُجرت سے ہے اُجرت دی جاتی ہے جب عوض میں دیا جاتا ہے جب کوئی عمل کرتا ہے تو بغیر عمل کے اُجر نہیں ہے اور اُجر کے لیے ایمان کا ہونا لازمی ہے اور صالح کا ہونا لازمی ہے پھر آپ اُجر کا انتظار کریں اور پھر حسن بھی ان شاءاللہ اس کے ساتھ ہوگا ﴿أَجْرًا حَسَنًا﴾۔

ایک اور خوشخبری! خوشخبری کی بات ہو رہی ہے: ﴿وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ جو ہے یہ کتاب اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ضمیر جو ہے: ﴿لِّيُنذِرَ﴾ اور ﴿وَيُبَشِّرَ﴾ "ھو": کہ کتاب بھی ہے اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہیں دونوں۔

اگلی خوشخبری:﴿ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝۳ ﴾ (وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس (اَجر حسن) میں رہیں گے)(الکھف:3)۔

دنیا میں عزت ہے اُجر ہے سینے کی کشادگی ہے آنکھوں میں ٹھنڈک ہے باعمل موحد متبع سنت مسلمان ہے،اور آخرت میں جنت ہے اور اُس جنت میں ہمیشہ کے لیے رہے گا۔دنیا میں یہ خیر یہ سینے کی کشادگی آنکھوں کی ٹھنڈک، تکلیفیں ہوں گی مصیبتیں آئیں گی لیکن ثابت قدمی اللہ تعالی کی طرف سے ہو گی ٹوٹے گا نہیں! طوفان ہے سامنے آندھیاں آرہی ہیں مصیبتوں نے گھیر رکھا ہے لیکن ایمان مضبوط ہے ثابت قدمی ہے جب تک زندہ رہے گا دنیا میں جب تک ایمان اور عمل صالح پر قائم رہے گا اللہ تعالی کی مدد آتی رہے گی۔

اور آخرت میں جنت میں بھی کیا خوشخبری ہے؟﴿ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝۳ ﴾(ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس میں رہیں گے)۔

﴿ وَّيُنْذِرَ ﴾: اور پھر اور بھی اسی کتاب میں ایک تو عمومی طور پر خبردار کیا گیا ہے اہل کفر کو اور نافرمانوں کو پھر خصوصی طور پر بھی اب خبردار کیا جارہا ہے کیونکہ خاص قسم کے ایسے لوگ بھی ہیں جو نافرمان ہیں جو حد سے گزر چکے ہیں جنہوں نے خاص جرم کیا ہے اس کے لیے خاص خبردار کیا ہے اللہ تعالی نے۔

﴿ وَّيُنْذِرَ ﴾ (اور ڈرائے خبردار کرے)﴿ الَّذِيْنَ قَالُوا ﴾ (جن لوگوں نے کہا)﴿ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴾ (اللہ تعالی نے اولاد بنالی ہے)(الکھف:4)۔

ولد جو ہے نر اور مادہ دونوں کو کہتے ہیں،ابن بیٹے کو کہتے ہیں،بنت بیٹی کو کہتے ہیں؛ بعض نسخوں میں جو ترجمہ ہے وہ بیٹے کا ہے، صحیح لفظ بیٹا نہیں ہے صحیح لفظ جو ہے اولاد بیٹا یا بیٹی؛ وجہ کیا ہے؟ کیونکہ:

(۱) نصاریٰ نے کہا کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام (نعوذ باللہ) اللہ تعالی کا بیٹا ہے۔

(۲) یہودیوں نے کہا عزیر اللہ تعالی کا بیٹا ہے (نعوذ باللہ)۔

(۳) اور مشرکین نے کیا کہا؟ فرشتے (نعوذ باللہ) اللہ تعالی کی بیٹیاں ہیں۔

تو ولد کے لفظ میں دونوں کی نفی آگئی ہے یہ خبردار دونوں کو کیا جارہا ہے، اگر لفظ صرف بیٹے کا لفظ ہوتا تو پھر جنہوں نے بیٹی مقرر کی ہے وہ اس میں شامل نہ ہوتی نا! تو ولد کے لفظ میں دونوں شامل ہیں بیٹے کے لفظ میں ایک گروہ شامل ہے دوسرا گروہ شامل نہیں ہے تو سب کو خبردار کیا گیا اور ڈرایا گیا ہے کہ یہ کتاب جو ہے اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام جو ہیں ڈراتے ہیں اور خبردار کرتے ہیں اُن لوگوں کو جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالی نے اولاد بنا رکھی ہے یا اللہ تعالی کی کوئی اولاد ہے (نعوذ باللہ)۔

پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآىِٕهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝۵ ﴾ (الکھف:5)

﴿ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ﴾: یہ جو بات اُن لوگوں نے کی ہے بہت بڑی بات ہے اُن کو اس کا کوئی علم نہیں ہے۔

﴿ وَّلَا لِاٰبَآىِٕهِمْ ﴾: اور نہ ہی ان کے باپوں کو کوئی علم ہے جن سے اِن لوگوں نے یہ پیغام لیا ہے۔

تقلید کرتے ہیں اپنے باپوں کی بغیر علم کے یعنی پہلے اُن کے باپ کہا کرتے تھے کہ عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے اور فرشتے اللہ تعالی کی بیٹیاں ہیں (نعوذ باللہ) تو اُن کی اولاد جب آئی انہوں نے اپنے باپوں کی تقلید کرتے ہوئے بغیر کسی دلیل کے اس بات کو مان لیا ہے (نعوذ باللہ)۔

اصل بات یہ ہے کہ: ﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ﴾ : بہت بڑی بات ہے جو اُن کے مونہوں سے نکل رہی ہے! بہت بڑی بات ہے! کتنی بڑی بات ہے؟ کہ اگر پہاڑوں پر نازل ہو جائے تو پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں (سبحان اللہ) زمین بھی پھٹ جائے! بہت بڑی بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے یعنی باطل ہے جو یہ کہتے ہیں صرف ان کے محض منہ کے کرنے کی بات ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

﴿اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا﴾: حق تو یہ ہے کہ وہ نہیں کہتے ہیں مگر جھوٹ (صرف جھوٹ ہی کہتے رہتے ہیں)۔

ایک تو یہ جھوٹ ہے جو یہ بیان کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ بہت بڑے اور جھوٹ بھی ہیں جو شرک کرتے ہیں جو کفر کرتے ہیں بدعات اور خرافات جو کرتے ہیں جو بد عقیدگی کی زندگی میں یہ ساری کی ساری نافرمانیاں جو ہیں سب جھوٹ ہیں جن پر یہ عمل کرنے والے ہیں، اور سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے جو یہ اللہ تعالی کے لیے اولاد مقرر کرتے ہیں۔

پھر پیغام ہے اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے:

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝﴾ (الکھف:6)

﴿فَلَعَلَّكَ﴾: تو شاید آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

﴿بَاخِعٌ نَّفْسَكَ﴾: اپنے آپ کو اپنی جان کو ہلاک کرنے والے ہیں۔

﴿عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ﴾: اُن کے پیچھے۔

﴿اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا﴾: اگر وہ ایمان نہیں لاتے۔

﴿بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا﴾: اس بات پر یا اس حدیث پر غم کے مارے۔

یعنی اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام بہت درد رکھتے تھے اپنے سینے اور اپنے دل میں اُن مشرکین کے لیے جو اسلام قبول نہیں کر رہے تھے کہ میرے اپنے ہی رشتے دار ہیں یہ جہنم کی طرف جا رہے ہیں حق سے اور خیر سے ایمان سے دور ہوتے جا رہے ہیں، اور بہت شدید غمزدہ تھے! اللہ تعالی نے اس حالت کو اس انداز میں بیان فرمایا: ﴿فَلَعَلَّكَ﴾: تو یہ عنقریب شاید ایسا ہو جائے تو ایسا معاملہ ہو جائے۔

﴿بَاخِعٌ﴾: "هالكٌ" نہیں ہے: ﴿بَاخِعٌ﴾: میں ہلاکت کی جو ہر اعتبار سے ہے ایک تو جسمانی ہلاکت پھر ذہنی دباؤ یہ سب اس میں شامل ہے: ﴿بَاخِعٌ نَّفْسَكَ﴾: اپنے نفس کو کیا آپ ہلاک کرنے والے ہیں؟! اتنے شدید غمزدہ ہیں اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

اور ہمارے لیے یہ پیغام ہے کہ جو دعوت کے کام میں منسلک ہیں اُن کو چاہیے کہ اپنے دل میں درد رکھیں، دوسروں کے لیے خیر خواہی مخالفین کے لیے خیر خواہی، جو اس خیر میں شامل نہیں ہیں جو توحید اور سنت کو نہیں سمجھ پا رہے، جن کا مناہج باطلہ ہے یا جو بد عقیدگی رکھتے ہیں یا جو بدعتی ہیں یا جو نافرمان

ہیں۔جب ہم دعوت دیتے ہیں تو اصل مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم یہ دکھا رہے ہیں کہ ہمارے پاس کتنا علم ہے ہم کیا جانتے ہیں اور یہ بیچارے حقیر ہیں انہیں کچھ پتہ نہیں ہے،ہر گز نہیں! یہ تکبر اللہ کو پسند نہیں ہے۔

کیا کرنا ہے؟ آپ کے دل میں یہ درد یہ تکلیف ہونی چاہیے کہ جیسا کہ اللہ تعالی نے مجھے ہدایت دی ہے اللہ تعالی ان کو بھی ہدایت دے دے، تو دعا اپنی جگہ پر اپنا کام کرتی ہے اور پھر دوا اپنی جگہ پر اپنا کام کرتی ہے، دوا کرتے رہیں آپ دعوت اور تبلیغ کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی کرنی ہے اور یہ تکلیف بھی محسوس کرنی ہے کہ یہ لوگ حق سے دور ہوتے جا رہے ہیں، کمپرومائز (Compromise) نہیں کرنا کہ وہ باطل پر ہے تو باطل میں تھوڑا سا ان کے ساتھ مل جاتے ہیں اور پھر ان کی بدعقیدگی میں ہم شامل ہو جاتے ہیں خاموشی اختیار کرتے ہیں باطل بیان نہیں کرتے تا کہ ہماری دوستی ہو جائے پھر ہم دعوت دیں،ہر گز نہیں!

باطل اپنی جگہ پر باطل ہے حق باطل کے ساتھ مل نہیں سکتا:

﴿وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾﴾ (الاسراء:81)؛ہر گز نہیں! دونوں جمع ہو نہیں سکتے۔

لیکن دعوت کے میدان میں آپ کچھ نرمی سے کام لیتے ہیں کچھ حکمت سے کام لیتے ہیں تا کہ آپ کا پیغام آسانی سے مان لیا جائے۔

﴿عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ﴾ (ان کے پیچھے): کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاتے تھے گیدرنگز (Gatherings) میں جاتے تھے ان کے میلوں میں جاتے تھے دعوت دیتے تھے، حج کے موقع پر جاتے تھے باہر سے لوگ آتے تھے، جب اہل مکہ نے دھتکار دیا دعوت کو نہیں قبول کیا تو باہر سے لوگوں کو دعوت دینی شروع کر دی پھر طائف کی طرف گئے یہ تکلیف اور درد تھا کہ کوئی تو اس دعوت کو قبول کرے! (سبحان اللہ)۔

پھر اللہ تعالی فرمان ہے: ﴿إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ﴿٧﴾﴾ (الکھف:7)

﴿إِنَّا جَعَلْنَا﴾: بے شک ہم نے بنایا۔ ﴿مَا عَلَى الْأَرْضِ﴾: جو کچھ زمین پر ہے۔

﴿زِينَةً لَّهَا﴾: اسی کے لیے یعنی زمین کے لیے زیب وزینت ہے خوبصورتی ہے۔ کیوں؟ ﴿لِنَبْلُوَهُمْ﴾: تا کہ ہم انہیں آزمائیں۔

کسے؟ جو اس زمین پر رہنے والے ہیں اہل ایمان کو بھی اہل کفر کو بھی ہر انسان کو جو مکلف ہے ہم اسے آزمائیں: ﴿لِنَبْلُوَهُمْ﴾۔

کیا آزمائش ہے؟ ﴿أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾: اُن میں سے کون ہے جو اَحسن عمل بہتر عمل کرنے والا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہماری پیدائش ہم اس دنیا میں آئے ہیں اس زمین پر آ کر ہم نے اپنی آنکھیں کھولی ہیں ہماری آزمائش شروع ہو گئی ہے، تکلیف سے آزمائش شروع ہوتی ہے؛ بچپن جو غیر مکلف ہے کوئی آزمائش نہیں ہے مواخذہ نہیں ہے مکلف ہی نہیں ہے لیکن جب ہم نے ہوش سنبھالا ہے اور مکلف بنے ہیں اُس دن سے یہ آزمائش کا وقت شروع ہو گیا ہے کاؤنٹ ڈاؤن (Countdown) اس وقت سے شروع ہو گیا ہے اور مرتے دم تک رہتا ہے۔ آزمائش کیا ہے؟ کہ اس زمین کو خوبصورت بنا دیا گیا ہے اور شیطان جو انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے وہ اسے مزید خوبصورت کر دیتا ہے اور نافرمانیوں کو مزید خوبصورت کر دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ کافر کیوں نہیں دعوت سن رہے؟ یعنی اس سے جو پہلے آئے تھے اُن کا کیا تعلق ہے اِن سے؟ کافر نہیں سُن رہے نا وہ مگن ہیں دنیا میں اپنی کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ زمین جو کچھ بھی ہے زیب وزینت ہے وہ زمین کے لیے ہے اور یہ جو مشرک اور کافر آپ کی بات نہیں سُن رہے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تو اصل بات یہ ہے کہ آزمائش میں ناکام ہو رہے ہیں۔

اُن کو آزمایا اس لیے گیا ہے کہ زمین پر یہ آئیں گے اور زمین پر زیب وزینت ہو گی خوبصورتی ہو گی اور یہ بہہ گئے اس کے پیچھے حق کو نہیں قبول کر رہے تو آزمائش میں ناکام ہو گئے ہیں، اصل آزمائش یہ ہے کہ ان میں سے کون اَحسن عمل کرتا ہے، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اَحسن عمل کر رہے ہیں آپ کے ساتھی جو کم تعداد میں ہیں سیدنا ابو بکر صدیق ہیں، سیدنا علی ہیں، سیدنا عمر ہیں اور دیگر صحابہ جو ہیں جنھوں نے اسلام قبول کیا ہے وہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ہیں وہ اَحسن عمل کرنے والے ہیں۔

اور یہ پیغام تا قیامت ہے کہ اس زمین پر جو کچھ بھی ہے جو بھی خوبصورتی ہے وہ زمین ہی کے لیے ہے۔ کیسے زمین کے لیے ہے بھئی؟!

جو مر جاتا ہے وہ دولت ساتھ لے کر جاتا ہے؟! یہ تن کے خوبصورت کپڑے ساتھ لے کر جاتا ہے؟! دنیا میں سے کون سی خوبصورتی ہے کون سی چیز لے کر جاتا ہے؟! لے کر جا سکتا ہے کوئی؟! تو خوبصورتی زمین کے اوپر ہے زمین ہی کے لیے ہے اور زمین پر ہی باقی رہے گی جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس زمین کو ختم نہیں کرتا اور دوبارہ سے خود وارث نہیں ہوتا۔

تو اصل بات ہے اَحسن عمل، ہم نے اَحسن عمل کرنا ہے صرف عمل نہیں کرنا ہے، عمل صالح، اَحسن عمل اور عمل صالح کی انتہا میں اب حسنِ عمل بھی آ گیا ہے، حسنِ عمل میں آپ کی توحید ہے اتباع سنت ہے اور حسن اخلاق بھی اس میں شامل ہے، یہ سب اَحسن عمل میں شامل ہیں، آزمائش میں وہ کامیاب ہے جو بہترین عمل کرنے والا ہے، اور حسنِ عمل کی اساس میں نے کہا ہے کہ ایمان ہے مسلمات میں سے ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا ۝٨﴾ (الکھف:8)

(اور یقیناً ہم جو کچھ زمین پر ہے اسے صاف میدان بنجر بنانے والے ہیں)

زیب وزینت ہمیشہ نہیں رہے گی، یہ لوگ اس پر ہمیشہ نہیں رہیں گے، یہ پہلے مرتے جائیں گے زیب وزینت زمین پر ویسے ہی رہے گی اور پھر ایک ایسا وقت آئے گا جب زمین میں سے اس کی خوبصورتی چھین لی جائے گی کوئی برقرار اس دنیا میں نہیں رہے گا اللہ تعالیٰ زمین کو بھی ختم کر دے گا انسان ختم ہو جائیں گے اس زمین پر جو کچھ ہے وہ بھی ختم ہو جائے گا یہ زمین بھی ختم ہو جائے گی یہ آسمان ختم ہو جائے گا پوری کائنات ختم ہو جائے گی کچھ باقی نہیں رہے گا سوائے: ﴿وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝٢٧﴾ (الرحمٰن:27)؛ صرف اللہ تعالیٰ ہی باقی رہے گا۔

تو اس لیے دنیا میں مگن ہونا ربّ کی نافرمانی کرنا، شرک کرنا بدعات کرنا اپنے ربّ کو ناراض کرنا ملے گا کیا تمھیں؟!

جو بھی نافرمانی اس زمین پر زیب وزینت کے لیے کر رہے ہیں (اہل کفر کے لیے تو دنیا ہی ہے نا آخرت میں تو کچھ نہیں ہے) کب تک کرتے رہو گے؟! جب مر گئے تو سب کچھ ختم ہو گیا اور جو آخرت تک باقی رہنے کے لیے کوشش کر رہے ہیں سو سال جئیں جتنی بھی دوائی ایجاد کر لیں اس سے زیادہ یا اس سے کم زندہ رہ لیں ملے گا کیا ہاتھ میں کچھ آئے گا آخر میں؟! کچھ نہیں ہاتھ میں آنے والا، اور جو کچھ زمین پر وہ بھی مٹنے والا ہے ختم ہونے والا ہے۔

تو پھر نافرمانی کس بات پر ہے؟! ربّ سے دوری ناراضگی کس بات پر ہے؟! اپنے ربّ کو ناراض کیا کیوں ہے کس بنیاد پر کیا ہے؟!

تو حکمت والا سمجھدار بندہ جو ہے وہ کیا کرتا ہے؟ وہ اپنے ربّ کو پہچان لیتا ہے، اپنے ربّ کے احکام کو پہچان لیتا ہے جان لیتا ہے اپنا سر خم کر کے تسلیم کرتا ہے اور با عمل سچا اور پکا مومن متبع سنت مسلمان بن جاتا ہے، جو اُحسن عمل اسے کرنا چاہیے تھا وہ کرتا ہے اور اللہ تعالی کی اس آزمائش میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

پھر اگلی آیات میں سب سے بڑی مثال ہے کہ وہ کون سے لوگ ہیں جنہوں نے اُحسن عمل کیا ہے اور اس آزمائش میں کامیاب ہوئے ہیں اُن میں سے تو کچھ لوگ جو سُن رہے ہیں یہ قصے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی کیونکہ میں نے کہا ہے کہ یہ سورۃ مکی ہے پچھلے درس میں اور مکہ میں حالت کیا تھی مسلمانوں کی؟ ضعیف تھے کمزور تھے ظلم و ستم ڈھایا جا رہا تھا مشرکین کی طرف سے اور کافی اُن کی حالت جو تھی یعنی کمزور تھے اور کافی تکلیفوں میں تھے اور پریشانیوں نے گھیر رکھا تھا مصیبتوں نے گھیر رکھا تھا لیکن اللہ تعالی کی طرف سے خاص تسلی ہوتی ہے اور اس خاص تسلی میں یہ سورۃ اللہ تعالی نے نازل کی ہے جس میں بڑے پیارے پیغام ہیں۔

اگلے درس میں ان شاءاللہ اگلے آیت سے جو اصل قصہ اصحاب الکھف کا شروع ہو رہا ہے اگلی آیت سے شروع ہوتا ہے اور یہیں سے درس کا آغاز کریں گے اور دیکھیں گے کہ کس طریقے سے اس قصے میں بہت سارے عظیم پیغامات ہیں اور جو ساتھی اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے صحابہ جن پر بہت ظلم و ستم کیا جا رہا تھا اُن کے لیے کیسے تسلی بخش الفاظ ہیں اور خوبصورت پیغامات ہیں اگلے درس میں ان شاءاللہ بیان کرتے ہیں (واللہ اُعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 018-01: سورۃالکھف کی مختصر تفسیر (آیات:1-8) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio